حضور مختارِ کل ہیں علیہ السلام





حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مفتی

فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

WWW.FAIZAHMEDOWAISI.COM

حرف اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قیامت قریب ہوتی جارہی ہے، علم اور اسلامی امور دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں، جہالت اور گمراہی اور برائیاں بڑھتی جارہی ہیں لیکن اللہ کا کرم ہے کہ اس نے بندوں کو علم واسلام کی خدمت کے لیے منتخب کررکھا ہے۔ فقیر نے کثیر التعداد کتب ورسائل لکھے لیکن ان کی اشاعت میرے بس سے باہر تھی اسی کریم جل جلالہ نے ان کی اشاعت کے لیے اپنے بندوں کو توفیق بخشی ہے۔ الحمدللہ اس وقت کثیر التعداد ضخیم رسائل شائع ہوچکے ہیں پھر بھی کثیر التعداد باقی ہیں۔ اللہ کے بندے اللہ کی عطا کردہ توفیق سے مختلف علاقوں سے رسائل کی اشاعت میں فقیر کا ہاتھ بٹارہے ہیں یہ سلسلہ اب پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی جاری ہے۔

"حضور علیہ السلام مختار کل ہیں" شائع فرمارہے ہیں اللہ ان کی اس کاوش کو منظور فرمائے ان کے لیے اور فقیر کے لیے توشہ آخرت اور قارئین کے لیے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

امابعد! ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور سرورعالم ﷺ علی الاطلاق باذن اللہ مختار الکل ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کو عطا ہوئیں۔ فلہذا جس کو جو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی وہ حضور قاسم مطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ملی اور مل رہی ہے اور ملے گی آپ تکوین (تخلیق) میں مختار کل ہیں مملکت خداوندی کے علی الاطلاق مالک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے قرآن واحادیث میں صراحۃً ہمارے مذکورہ مؤقف کی تصدیق وتائید موجود ہے۔

آیات القرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ:۔ انہیں دولت مند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ (پارہ۱۰سورۃالتوبہ)

ترجمہ:۔ اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا وسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ (پارہ۲۲سورۃاحزاب)

ترجمہ:۔ اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔ (پارہ۱۷سورۃالحج)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پارہ۳۰سورۃکوثر)

ترجمہ:۔ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں (بہت بھلائی) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

یعنی آپ ﷺ کو فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا' حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطنی دیا، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض بھی، کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرتِ امت بھی' اعدائے دین پر غلبہ بھی کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی انتہاء نہیں۔

کوثر کی تفسیر و تشریح: کوثر کے معنی میں کتنا وسعت ہے کہ دارین کی ہر نعمت اس میں داخل ہے۔ ہر خزانہ اور ہر خزانہ کی چابی اس میں داخل ہے پھر بھی اس کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ لفظ کوثر کے مطابق و معانی کا احاطہ و شمار نہیں کر سکتے۔

خیر کثیر:۔ ان بے شمار مطالب و معانی میں سے بہتر معنی خیر کثیر ہے جو باقی جملہ مطالب و معانی کا جامع ہے اور یہی معنی صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور بے شمار کتب احادیث و تفاسیر مرقوم ہیں۔

چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

۱۔ أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ قَالَ: قَالَ لِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ: مَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فِي الْكَوْثَرِ؟ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: هُوَ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ. فَقَالَ: صَدَقَ وَاللَّهِ إِنَّهُ لِلْخَيْرُ الْكَثِيرُ.[1] (اخرجه ابن ابی شیبه والترمذی وصححه)

ترجمہ:۔ عطاء بن السائب نے فرمایا کہ مجھے عطاء بن دثار نے فرمایا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے الکوثر کا معنی بتایا انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ الکوثر سے خیر کثیر مراد ہے میں نے کہا آپ نے سچ کہا کہ واقعی کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔

۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ[2]
(رواه البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا فرمایا کہ الکوثر سے خیر کثیر مراد ہے یعنی بے شمار خیر و بھلائی جو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو عطا فرمائی ابو بشر نے سعید بن جبیر سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جنت میں ایک نہر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ نہر جو جنت میں ہے وہ خیر کثیر میں سے نہیں۔

[1] (تفسير ابن كثير، الكوثر: 1إلي 3، 502/8، دار طيبة، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

(تفسير الطبري، تفسير سورة الكوثر، القول في تأويل قوله تعالى "إنا أعطيناك الكوثر"، 643/24، دار المعارف)

[2] (صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة إنا أعطيناك الكوثر، 900/4، الحديث4682، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:۔ آج بھی بعض لوگ کوثر سے صرف حوض کوثر مراد لیتے ہیں ان کے رد کے لیے حبر الامہ[3] سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی کافی ہے اور حوالہ کے لیے بخاری شریف وترمذی شریف کافی ہے۔

مفسرین کرام: بے شمار مفسرین ومحدثین نے الکوثر کی تفسیر میں خیر کثیر لکھا حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مثلاً

درمنثور جلد٦ صفحہ٤٠٢، تفسیر ابن عباس صفحہ٣٩٧، تفسیر ابوالسعود علی الکبیر جلد٨ صفحہ٤٠٧، تفسیر ا بن کثیر جلد٤ صفحہ٥٥٨، تفسیر مدارک وخازن جلد٤ صفحہ٤١٣، تفسیر روح البیان جلد٦ صفحہ٧٧٦، تفسیر جلالین صفحہ٥٠٧، تفسیر مظھری جلد١٠ صفحہ ٣٥٢، تفسیر حقانی جلد٨ صفحہ٢٥٨،زرقانی جلد٦ صفحہ١٥٨، روح المعانی، تفسیر کبیر، حاشیہ جلالین تحت سورۃ الکوثر۔

چند نمونے مع اصل عبارات:۔

١۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وقوله: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ: '' بل هو الخير العظيم الذي أعطاه النبيّ صلّى الله عليه وسلم ''[4] (مفردات امام راغب)

ترجمہ:۔ انا اعطینا ک الکوثر الخ کا معنی ہے وہ عظیم خیر وبھلائی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی۔

٢۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: " (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) أَيِ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ فِي الدُّنْيَا وَالدِّينِ الخ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) وَهَذَا اللَّفْظُ يَتَنَاوَلُ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَخَيْرَاتِ الْآخِرَةِ الخ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) أَيْ لَمَّا أَعْطَاكَ خَالِقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خَيْرَاتِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[5] (تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر)

ترجمہ:۔ انا اعطینا ک الکوثر میں الکوثر بمعنی دنیاوآخر میں بے شمار خیر وبھلائی اور یہ لفظ الکوثر دنیاوآخرت کی تمام خیر وبھلائیوں کو شامل ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ خالق سمٰوٰت والارض نے آپ کو دنیاوآخرت کی جملہ خیر وبھلائیاں عطا فرمائیں۔

٣۔ ابن کثیر نے کہا کہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْكَوْثَرُ: الْخَيْرُ الْكَثِيرُ. وَهَذَا التَّفْسِيرُ يَعُمُّ النَّهَرَ وَغَيْرَهُ; لِأَنَّ الْكَوْثَرَ مِنَ الْكَثْرَةِ، وَهُوَ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ، وَمِنْ ذَلِكَ النَّهَرُ، كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَعِكْرِمَةُ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٌ، وَمُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ. حَتَّى قَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.[6] (تفسیر ابن کثیر جلد٤)

---

[3] اُمت کے بہت بڑے عالم

[4] (المفردات في غريب القرآن، تحت كثر، ص703، دار القلم، الدار الشامية دمشق بيروت، الطبعة: الأولى 1412 ھ)

[5] (التفسير الكبير للرازي، الكوثر: قوله تعالىٰ إنا أعطيناك الكوثر، 113/32، دار الكتب العلمية ببيروت، سنة النشر: 2004م – 1425ھ)

[6] (تفسير ابن كثير، الكوثر: 1إلى 3، 501/8، دار طيبة، سنة النشر: 1422ھ / 2002م)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اور نہر یعنی حوض کوثر اسی میں داخل ہے کیونکہ لفظ کثیر عام ہے دوسرے آئمہ کے علاوہ امام مجاہد نے کہا کہ الکوثر سے مراد دنیاوآخرت کی خیر کثیر ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:۔

تفسیر ابن کثیر منکرین کمالات مصطفی ﷺ کے نزدیک معتبر ومستند ہے اسی لیے انہیں اس سے انکار نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

کوثردر لغت چیزے بسیاررا گویند...... پس شامل است...... علم بسیاررا...... ونیز شامل است عمل بسیار و خزائن بسیارو مملکت بسیار را[7] (تفسیر عزیزی پارہ۳۰)

ترجمہ:۔ کوثر شریعت میں کثیر شئے کو کہتے ہیں اس معنی پر یہ شامل ہے بہت بڑے علم وعمل اور خزائن بے شمار اور بہت زیادہ مملکت کو شامل ہے۔

چونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کے مسلّم پیشواء ہیں اسی لیے انہیں ان کا حوالہ مان لیناچاہیے۔اگر نہیں مانتے توشانِ رسالت مآب ﷺ میں کوئی کمی نہیں آئے گی ان کا اپنا نقصان ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمادی توخیر کثیر خزائن الٰہیہ بھی ہیں وہ بھی آیات مذکورہ بالخصوص سورۃ الکوثر کے مطابق آپ ﷺ کو دارین کے خزائن بھی عطاکئے گئے اور علوم اولین وآخرین بھی عطاء فرمائے۔اس کی تفصیل باب الحدیث میں آتی ہے۔

احادیث مبارکہ

خزائن الٰھیہ بدست نبویہ علی صاحبھا التحیۃ:

۱۔ حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور مالک مفاتیح ﷺ نے فرمایا: وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ[8]

(صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۵۸۵ وصحیح مسلم جلد۲ صفحہ۲۵۰، مشکوٰۃ شریف جلد۲ صفحہ۵۴۷)

یعنی بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

۲۔حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

[7] فارسی تفسیر میسر نہ ہوسکی۔ (جواھر عزیزی ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ30، سورۃالکوثر، 4/556 تا557، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، داتا گنج بخش روڈ، لاہور)

[8] (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، 1/451، الحديث1279، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم وصفاته، 4/795، الحديث4248 2296، دار إحياء الكتب العربية)

(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلوات الله وسلامه عليه، الفصل الأول، 1/426، الحديث5749 (5)، دار ارقم)

"وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي"[9]

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸ وجلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

ترجمہ:۔ میں سورہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

انبیاء علیہم السلام کی خواب کی بات بھی وحی ربانی ہوتی ہے۔

۳۔ وفی روایة: وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ[10]

(بخاری صفحہ ۱۰۴۲ جلد ۲، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ترجمہ:۔ میں کل سورہا تھا تو اس وقت مجھے زمین کے خزانے عطا کئے گئے۔

۴۔ حضرت ام الدرداء سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے کعب احبار سے پوچھا کہ آپ تورات میں حضور علیہ السلام کی نعت کیسے پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تورات مقدس میں نبی پاک ﷺ کی صفت یوں ہے: محمد رسول اللّٰہ...... وأعطی المفاتیح۔ [11] (خصائص کبریٰ صفحہ ۱۱ جلد ۱)

۵۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ[12] (رواہ احمد فی مسندہٖ حدیث صحیح)

ترجمہ:۔ مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

۶۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور مالک دنیا ﷺ نے فرمایا:

أُوتِيتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ[13] (رواہ احمد فی مسندہ وابن حبان فی صحیحہ)

---

9) (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب المفاتيح في اليد، 2573/6، الحديث 6611، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، 372/1، الحديث 523813، دار إحياء الكتب العربية)

10) (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب رؤيا الليل، 2569/6، الحديث 6597، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، 372/1، الحديث 523813، دار إحياء الكتب العربية)

11) (الخصائص الكبرى، باب ذكره في التوراة والانجيل وسائر كتب الله المنزلة، 20/1، دار الكتب العلمية بيروت)

12) (مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند الخلفاء الراشدين، ومن مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 158/1، الحديث 1365، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

13) (مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، 328/3، الحديث 14104، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، باب من صفته صلى الله عليه وسلم وأخباره، ذكر وصف مفاتيح خزائن الأرض حيث أتي صلى الله عليه وسلم في نومه، 279/14، الحديث 6364، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

ترجمہ:۔ دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

یہ روایت روایۃً صحیح معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام دنیا کی چابیاں صرف ایک ابلق گھوڑے پر تو کچھ بھی نہ ہوئیں جبکہ قارون کے خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹوں کا بار تھا۔

اللہ تعالیٰ کی چابیاں اٹھانے والا جنتی ابلق گھوڑا تھا جو دنیا کی سواریوں کے کروڑ ہا درجہ زیادہ طاقت ور تھا۔ یہ چالیس اونٹ دنیوی بہشتی سواریوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

تمہارا دعویٰ اختیار الکل والمختار الکل کا غلط ہے اس لیے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے سے پانچ چیزوں کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ:

أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ[14] (رواہ احمد فی مسندہ جلد۲ صفحہ۸۵ والطبرانی)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مختار کل نہ ہوئے اور پانچ سے علوم خمس مراد ہیں۔ چنانچہ ایک اور حدیث شریف میں اس کی تصریح ہے۔

أوتي نبيكم مفاتيح الغيب إلا الخمس[15] (فتح الباری جلد۸ صفحہ۴۱۷)

پانچ کے علاوہ اور تمام غیبوں کی چابیاں تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئیں۔

أعطي نبيكم ﷺ مفاتيح الغيب إلا الخمس : إن الله عنده علم الساعة الخ[16]

بعض نے کہا کہ تمہارے نبی علیہ السلام مفاتیح الغیب عطا کئے گئے سوائے پانچ کے یعنی ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ الخ۔ (مسند احمد صفحہ۴۳۸ جلد۴)

مخالفین کی عادت ہے کہ اپنے مطلب کا مضمون نقل کر دیتے ہیں اور جہاں حضور سرور عالم ﷺ کے کمال کا بیان ہو وہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ مضمون مذکور کے ساتھ اثبات موجود ہے چنانچہ:

---

[14] (مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، 86/2، الحديث5554، دار إحياء التراث العربي،سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(المعجم الكبير للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الله، عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما، ومما أسند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، محمد بن زيد عن ابن عمر، 361/12، الحديث13344، مؤسسة الرسالة)

[15] (موسوعة الحافظ ابن حجر الحديثية، كتاب التفسير، باب تفسير سورة فاطر، 569/4، الحديث863، سلسلة إصدارات الحكمة)

[16] (إتحاف الخيرة للبوصيري، كتاب علامات النبوة، باب فيما أعطاه الله تعالي من العلم، 128/8، دار الوطن للنشر)

(مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، 86/2، الحديث5554، دار إحياء التراث العربي،سنة النشر: 1414هـ/1993م)

۱۔ شیخ الاسلام علامہ حفنی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں: ثم أعلم بها بعد ذلك [17] (حاشية جامع الصغير صفحه۷۹ جلد۲)

یعنی پھر یہ پانچ (غیوب خمسہ) بھی عطا ہوئے ان کا علم بھی دے دیا گیا۔

۲۔ علامہ نبہانی حدیث مذکور نقل کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:۔

وقد قال هذا قبل أن ينعم الله عليه بعلم الخمسة المذكورة أيضًا، ثم أنعم عليه بها كما ذكره السيوطي وغيره كما أنعم عليه بعلم الروح وإنه أمر [18]

(خصائص کبری جلد۲ صفحه۱۹۵ وجواهر البحار جلد۱ صفحه۲۹۱)

خلاصہ ترجمہ آپ نے ان علوم کے عطیہ سے پہلے فرمایا بعد کو یہ علوم عطا ہوئے لیکن آپ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم تھا جیسے علم روح کے متعلق۔

۳۔ علامہ عزیزی اسی حدیث مرجوع کے تحت فرماتے ہیں: وقيل أنه أعلمها بعد هذا الحديث [19] (السراج المنير جلد۲ صفحه۷۹)

بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کو مذکور حدیث کے بعد علوم خمس کا بھی علم دیا گیا۔

۴۔ حضور سید عالم ﷺ کی والدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور کی ولادت کا واقعہ بیان فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد یہ اعلان ہوا۔

وَإِذَا قَائِلٌ يَقُولُ: قَبَضَ مُحَمَّدٌ صلي الله عليه وسلم عَلَى مَفَاتِيحِ النَّصْرِ وَمَفَاتِيحِ الرِّيحِ وَمَفَاتِيحِ النُّبُوَّةِ الخ [20]

وإذا قائل يقول بخ بخ قبض محمد صلى الله عليه وسلم على الدنيا كلها لم يبق خلق من أهلها إلا دخل طائعا في قبضته [21]

(رواه ابو نعيم عن ابن عباس، دلائل النبوة صفحه۵۳۸)

---

[17] (حاشية الحفني على الجامع الصغير من حديث البشير النذير، قوله إلا الخمس، 79/2، دار النوادر، لبنان، الطبعة الأولي 2013/1443)

[18] (مجموع الأربعين أربعين من أحاديث سيد المرسلين صلي الله عليه وسلم للنبهاني، الأربعون الخامسة عشرة/أربعون حديثا في خصائصه وأمته صلي الله عليه وسلم، ص160، دار الكتب العلمية، 2010)

[19] (السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير، حرف الهمزة، 198/2، بدون)

[20] (دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني، الفصل الثلاثون في ذكر موازاة الأنبياء في فضائلهم بفضائل نبينا الخ، القول فيما أوتي عيسى عليه السلام كل فضيلة أوتي عيسى عليه السلام، 86/2، الحديث555، دار النفائس، بيروت، الطبعة: الثانية ھ م)

[21] (الخصائص الكبرى، باب ما ظهر في ليلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات والخصائص، 82/1، دار الكتب العلمية بيروت)

اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد (ﷺ) نے قبضہ فرمایا۔ واہ واہ ساری دنیا محمد مصطفی ﷺ کی مٹھی میں آئی زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

سوال: حضور کو نبوت چالیس سال بعد کو ملی ابھی سے چابیاں کیسے مل گئیں۔

جواب: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اول وازل سے نبی ہیں چالیس سال کے بعد اظہارِ نبوت کا دور ہے آتے ہی چابیاں ملیں کہ آپ دنیا میں آئے۔

۵۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رضوان خازن جنت نے بعد ولادت سرکار مدینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی:

معك مفاتيح النّصر ...... يا حبيب الله[22] (خصائص کبری جلد ا صفحہ ۴۹)

حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اے اللہ کے حبیب۔

گھر کی گواہی:۔ مخالفین کو ہزاروں حوالے دکھاؤں گا نہیں مانتے ہاں انہیں اپنے کسی پیشوا کا حوالہ دکھاؤ تو مانتے پھر بھی نہیں لیکن ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

اب حوالہ ملاحظہ ہو:۔

۶۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب صفحہ ۱۲۴ میں لکھا کہ: وَلَقَدْ أُوْتِيَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ وَمَفَاتِيْحَ الْبِلَادِ[23] اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عطا کی گئی تھیں۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ: الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي[24] (رواہ الدارمی فی سننہ صفحہ ۶۲)

عزت دینا اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

اس حدیث کا ترجمہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات صفحہ ۴۷۷ جلد ۴ میں لکھتے ہیں کہ بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت و ابواب رحمت آں روز بدست من است۔[25] یعنی دنیا اور جنت اور ابواب رحمت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

۷۔ ایک روایت میں ہے:

---

[22] (خصائص سيد العالمين وما له من المناقب العجائب على جميع الأنبياء عليهم السلام . فصل: ومن خصائصه صلى الله عليه وسلم أنه لما ولد فخرج من بطن أمه، ص520، (بدون)، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015م)

[23] (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از اشرف علی تھانوی، ص162، مطبع انتظامی، ہند)

[24] (سنن الدارمي ، المقدمة ، باب ما أعطي النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل، 40/1، الحديث: 40، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407 هـ/1987م)

[25] (اشعة للمعات في شرح مشكاة ,كتاب الفضائل وشمائل، باب فضائل سيد المرسلين صلي الله عليه وسلم ، الفصل الثاني، 259/4)

لواء الكرامة ومفاتيح الجنة، ولواء الحمد يومئذ بيدي [26] (جواہر البحار جلد۱ صفحہ۴۲،۴۳)

کرامت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں اور جنت کی چابیاں اور لواء الحمد میرے ہاتھ میں۔

لواء الکرم بیدی ومفاتیح الجنة بیدی۔ [27] (اخرجه الدارمی والترمذی، خصائص جلد۲ صفحہ۲۱۸)

شیخ المحدثین والمحققین حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دراں روز ظاہر گردد (کہ) وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب الٰہی وسرور کائنات ومظہر فیوض نامنتاہی اوست جل وعلا وخلیفہ رب العالمین ونائب مالک یوم الدین اوست...... روز روز اوست وحکم حکم اوبحکم رب العالمین۔ [28] (مدارج النبوۃ شریف جلد۱ صفحہ۲۶۸)

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن خازن نار فرشتہ اہل محشر سے کہے گا:

إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد ﷺ [29]

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں۔

۹۔ رضوان خازن جنت کہے گا: إنّ اللهَ أمرني أن أدفع مفاتيح الجنة إلى محمّد ﷺ [30]

مجھے اللہ نے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں۔

پہلی روایات میں تم لکھتے آئے کہ آپ ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں مل چکیں اب دوبارہ چابیوں کے ملنے کا کیا معنیٰ؟

ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے کہ ملک بدلنے پر احکام کی تجدید ہوتی ہے۔ دنیا کے ملک میں تشریف لائے تو دنیا میں چابیاں ملیں اب آخرت کے ملک آئے تو آخرت کی چابیاں ملیں۔

---

[26] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومن جواهر الحافظ أبي نعيم ايضاً. أحاديث شفاعته صلي الله عليه وسلم 113/1، دار الكتب العلمية, 2010)

[27] (سنن الدارمي، المقدمة، باب ما أعطي النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل، 40/1، الحديث: 48، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1407 هـ/1987م)

(سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، 546/5، الحديث: 3610، دار الكتب العلمية)

(الخصائص الكبرى المسمى كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب، باب اختصاصه صلي الله عليه وسلم بالمقام المحمود الخ، 388/2، دار الكتب العلمية، 2017)

[28] (مدارج النبوت، باب ہفتم معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، 268/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)

[29] (الأمن والعلی لناعتي المصطفى بدافع البلاء لإمام أحمد رضا خان، الباب الثاني، تدفع مفاتيح جهنم والجنة إلي نبينا صلي الله عليه وسلم، ص222، الحديث: 68، دار أهل السنة)

[30] (الأمن والعلی لناعتي المصطفى بدافع البلاء لإمام أحمد رضا خان، الباب الثاني، تدفع مفاتيح جهنم والجنة إلي نبينا صلي الله عليه وسلم، ص222، الحديث: 68، دار أهل السنة)

۱۰۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۷۴ میں لکھتے ہیں: آمده است که ایستاده میکند او را پروردگاروے یمین عرش ودر روایتے برعرش ودرروایتے برکرسی وےمے سپاردبوے کلید جنت۔[31]

اللہ آپ ﷺ کو دائیں جانب کھڑا کر کے آپ کو جنت کی چابیاں عطا فرمائے گا۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وإلي مفاتيح الجنة يوم القيامة ولا فخر[32]

یعنی قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخراً نہیں۔

(رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۲۸ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۴، جواہر البحار صفحہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

حدیث قاسم وخازن:۔ حضور سرورعالم ﷺ کے مختار کل ہونے کے دلائل سے حدیث تقسیم بھی ہے۔ ذیل میں فقیر ثابت کرے گا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خازن اور قاسم ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ اس پر تصریح موجود ہے۔ ان میں سے چند کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي[33] (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶)

میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ ہے۔

۲۔ انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں: وَاللَّهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ[34] (بخای شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۹)

اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

۳۔ تیسری روایت کے الفاظ ہیں: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يُعْطِي[35] (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

---

[31] (مدارج النبوت ، باب ہشتم در تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، 274/1، در مطبع منشی نول کشور ، لکھنؤ ، ہند)

[32] (دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني، الفصل الرابع ذكر الفضيلة الرابعة بإقسام الله بحياته ، وتفرده بالسيادة لولد آدم في القيامة ، وما فضل به هو وأمته على سائر الأنبياء وجميع الأمم صلى الله عليه وسلم ، 388/2، دار النفائس، بيروت، الطبعة: الثانية ۱۴۰۶ هـ م)

(الخصائص الكبرى المسمى كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب ، باب اختصاصه صلي الله عليه وسلم بالمقام المحمود الخ ، 388/2، دار الكتب العلمية, 2017)

(جواهر البحار في فضائل النبي المختار ، ومن جواهر الحافظ أبي نعيم ايضاً ، أحاديث شفاعته صلي الله عليه وسلم 113/1، دار الكتب العلمية, 2010)

[33] (صحيح البخاري ، كتاب العلم ، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين ، 39/1، الحديث71 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414هـ/1993م)

[34] (صحيح البخاري ، كتاب فرض الخمس ، باب قول الله تعالى فأن لله خمسه وللرسول ، 1134/3، الحديث2948، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414هـ/1993م)

[35] (صحيح البخاري ، كتاب فرض الخمس ، باب قول الله تعالى فأن لله خمسه وللرسول ، 134/3، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414هـ/1993م)

۴۔ مسلم شریف میں ہے: إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ[36] ...... وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ[37] (مسلم شریف جلد۱ صفحہ۳۳۳)

میں خازن و قاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ[38] (البخاری جلد۱ صفحہ۴۳۹)

میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ[39]

مجھے قاسم بناکر بھیجا گیا ہے تاکہ میں تم میں (اللہ کے خزانے) تقسیم کروں۔

ان تمام روایات کو پڑھیے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے دیگر خزائن نہیں دیئے گئے۔ اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے محض ضد وہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہوگی؟ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں۔

اقوال اسلاف صالحین رحمۃ اللہ علیہم

یہ سب کو یقین ہے کہ اسلاف صالحین ان احادیث سے کیا سمجھا ہے۔

۱۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا لِأَقْسِمَ بَيْنَكُمْ کی شرح میں لکھتے ہیں: أَيْ : الْعِلْمَ وَالْغَنِيمَةَ وَنَحْوَهُمَا . وَقِيلَ: الْبِشَارَةُ لِلصَّالِحِ وَالنِّذَارَةُ لِلطَّالِحِ ، وَيُمْكِنُ أَنْ تَكُونَ قِسْمَةُ الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَكَاتِ مُفَوَّضَةً إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَانِعَ مِنَ الْجَمْعِ ، كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ حَذْفُ الْمَفْعُولِ لِتَذْهَبَ أَنْفُسُهُمْ كُلَّ الْمَذْهَبِ ، وَيَشْرَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ ذَلِكَ الْمَشْرَبِ[40]

اس سے علم غنیمت اور ان کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں بعض نے صالح کے لیے بشارت اور بد کے لیے ڈرانے والا مراد لیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد درجات ہوں جو کہ نبی پاک ﷺ کے سپرد کئے گئے ہیں ان تمام کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تاکہ اس سے جو بھی مراد لیا جائے درست ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح)

---

[36] (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، 718/2، الحديث 1721 1037، دار إحياء الكتب العربية)

[37] (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، 719/2، الحديث 1721 1037، دار إحياء الكتب العربية)

[38] (صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى فأن لله خمسه وللرسول، 134/3، الحديث 2949، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[39] (صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى فأن لله خمسه وللرسول، 134/3، الحديث 2946، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[40] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأسامي، 2995/7، الحديث 4751، دار الفكر، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

۲۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قسمت مے کنم میان شما از جناب حق و آنچه وحی کرده شده است بسوئے من وفرستاده شده برمن از علم وعمل ومے رسانم ہریکے را آں چه نصیب اوست ومستحق است مر آنرا ومے کنم ہرکس راد ورجائے که در مرتبه اوست از فضل وشرف۔ (41)

ترجمه:۔ میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں جو اس نے میرے طرف وحی کی ہے اور مجھے جو علم و عمل عطا فرمایا ہے میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس کے مرتبہ و فضل کے مطابق مقام دیتا ہوں۔ (اشعة للمعات صفحه ۴۴)

۳۔ امام محمد مہدی فاسی فرماتے ہیں:

وهو خليفة الله في العالم وواسطته حضرته والمتولي لقسمة مواهبه وأعطيته. فكل من حصلت له رحمة في الوجود أو خرج له قسم من رزق الدنيا والاخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات. فإنما خرج له ذلك على يديه وبواسطته ﷺ۔ (42) (مطالع المسرات صفحه ۲۲۴)

جہاں میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے امین ہیں تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی یا جس کو دنیا وآخرت، ظاہر و باطن، علوم و معارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود آپ ﷺ کے ہاتھوں اور واسطے سے ملا ہے۔

ان روایات میں صرف مال غنیمت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جملہ نعمتوں اور خزانوں کی تقسیم کہاں ثابت ہوئی؟

حضرت ملا علی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں۔

حضرت شیخ عبد اللہ صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں: فهذه الروايات الصحيحة تبين أنه صلى الله عليه وآله وسلم يقسم بين أميه ما يرزقهم الله من معارف وعلوم وأموال وغيرها وليسَ قَسْمه عليه الصلاة والسلام خاصا بمالى الفيء والغنائم بل هو عام كما ذكرنا والله أعلم. (43)

صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف، اموال وغیرہ اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔ (الأحاديث المنتقاة في فضائل رسول الله ۴۷)

(41) (اشعة اللمعات ترجمه و شرح مشكاة، كتاب الآداب، باب الأسامي، الفصل الاول، 25/4، طبع در بندر بمبئی در کارخانه محمدی)

(42) (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل اللهم صل علي صاحب الدلالات، ص235، دار الكتب العلمية، 2005)

(43) (الأحاديث المنتقاة في فضائل سيدنا رسول الله لعبد الله بن الصديق الغماري، ص46، دار الكتاب العربي، شارع فاروق، مصر)

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا ردّ اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: يؤيد هذا العموم ويؤكده أمران :

«الأول» قوله إنما بعثت قاسما وهو إنما بعث لقسم ما أوتي من الهدى والنور والعلم والعرفان فأما قسم الفيء والمغانم فهو أمر ثانوي إنما حصل بعد فرض الجهاد والأمر بقتال المشركين بعد الهجرة . «الثاني» أنه عليه الصلاة والسلام نهى غيره أن يكتنى بأبي القاسم وعلل النهى بأنه يقسم وو ان المراد قسم الفي، والمغانم لم يكن لهذا النهى والتعليل معنى لأن كل إمام وخليفة يقسم المغانم بين المجاهدين كما كان يفصل عمر وغيره من الخلفاء وذلك هو المقرر فى الشرع فلولا أنه عليه الصلاة والسلام اختص في القسم بشيء لم يشركه فيه غيره لم يكن للنهي معني كما ذكرنا[44]

تقسیم کے عموم کی تائید و تاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور بلاشبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم کرتے ہیں ان میں ہدایت، نور علم اور عرفان ہے، رہا مال و غنیمت کا تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے۔ اجازت جہاد کے بعد فرمایا: دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسروں کو ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام نہیں اگر مراد مالِ فیء[45] اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع کرنے پر مذکورہ دلیل کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا کیونکہ وقت کا ہر امام و خلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہ اصول ہے اگر آپ ﷺ کی تقسیم ایسی نہیں اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو پھر کنیت سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا۔

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

تصرف و قدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود وملک وملکوت جن و انس وتمامئه عوالم بتقدیروتصرف الہی عزوعلا درحیطئه قدرت و تصرف وے بود [46] (اشعة اللمعات)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف و قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ ملک، ملکوت، جن و انس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کی تقدیر و اذن سے حضور ﷺ کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا[47]

---

44) (الأحاديث المنتقاة في فضائل سيدنا رسول الله لعبد الله بن الصديق الغماري، ص46، دار الكتاب العربي، شارع فاروق، مصر)

45) وہ مال جو مسلمانوں کو کافروں سے لڑائی کے بغیر حاصل ہو جائے چاہے انھیں جلاوطن کر کے حاصل ہو یا صلح کے ساتھ، مالِ فیء کہلاتا ہے۔

46) (اشعة اللمعات، 432/1)

47) (صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب انشقاق القمر، 1404/3، الحديث3655، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور ﷺ نے چاند دو ٹکڑے کرکے انہیں دکھایا۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔(شق القمر کی تحقیق کے لیے فقیر کا رسالہ "معجزہ ردالشمس" کا مطالعہ کیجئے)

اہل مکہ کا سوال کرنا کوئی نشانی دکھایئے اور آپ کا چاند دو ٹکڑے کرکے دکھا دینا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ کریم نے مجھے چاند کو ٹکڑے کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے ورنہ آپ کفار کے سوال پر چاند کو دو ٹکڑے نہ کر دکھلاتے۔

آپ ﷺ جملہ عالمین کے ہر ذرہ پر منجانب اللہ اختیار رکھتے ہیں جیسے آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کرکے واضح فرمادیا کہ آپ ﷺ عالم علوی میں ہر طرح کا اختیار رکھتے ہیں۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ مِنْ طَرِيقَيْنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوحَى إِلَيْهِ ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ؟ قَالَ : لَا . فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ ، وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ. قَالَتْ أَسْمَاءُ : فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ ، ثُمَّ طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ ، وَوَقَفَتْ عَلَى الْجِبَالِ ، وَالْأَرْضِ ، وَذَلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِي خَيْبَرَ .[48] (الشفاء جلد۱ صفحہ۲۸۴)

ترجمہ:۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف وحی اُتر رہی تھی اور آپ کا سر(مبارک) حضرت علی(رضی اللہ عنہ) کی گود میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟(حضرت علی نے) عرض کی نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ یہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس سورج کو اس پر واپس لوٹا۔ اسماء نے فرمایا کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ غروب ہو چکا تھا پھر میں نے دیکھا کہ طلوع ہوا بعد اس کے غروب ہو چکا اور اس کی شعائیں پہاڑوں پر اور زمین پر پڑیں۔ یہ واقعہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر مقام صہباء میں ہوا۔

تحقیق حدیث ردالشمس وشق القمر: ان دونوں حدیثوں سے حضور سرورعالم ﷺ اختیار الکل کا ثبوت خوب واضح ہے لیکن افسوس کہ بعض منکرین کمالات مصطفی ﷺ نے ان دونوں روایتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ انہیں من حیث المعجزہ مان لیتے تو بھی ان کے لیے بہتر تھا۔ فقیر نے منکرین کے اعتراضات کے لیے دو تصنیف کی ہیں۔

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ ان حدیثوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ

قَالَ : وَهَذَانِ الْحَدِيثَانِ ثَابِتَانِ ، وَرُوَاتُهُمَا ثِقَاتٌ .[49] (الشفاء صفحہ۲۸۴ جلد۲)

---

[48] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر هذا النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا ، الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات ، الفصل الثاني عشر انشقاق القمر وحبس الشمس ، 293/1 ، دار الفكر ، سنة النشر : 1423هـ/2002م)

[49] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر هذا النبي المصطفى صلى الله عليه وسلم قولا وفعلا ، الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات ، الفصل الثاني عشر انشقاق القمر وحبس الشمس ، 293/1 ، دار الفكر ، سنة النشر : 1423هـ/2002م)

ترجمہ:۔ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں ان کے راوی معتبر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ[50] (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۰،۲۵۹)

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آدمی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے حالت روزہ میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے جسے تو آزاد کرے، اس نے کہا نہیں، فرمایا دو مہینے لگاتار روزے رکھنے کی استطاعت رکھتے ہو، کہا نہیں، فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو، اس نے کہا نہیں۔ آپ نے تھوڑی دیر توقف فرمایا ہم بھی خاموش رہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا کھجوروں کا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سائل کہاں ہے، اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ فرمایا اسے لے جاؤ اور صدقہ کر دو۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اسے دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ خدا کی قسم مدینہ کے دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان میرے اہل و عیال سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ سامنے کے دونوں دانت مبارک دکھائی دیئے پھر فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو (ہی) کھلا دو۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:۔ رمضان میں روزہ توڑنے کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ روزہ کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دو ماہ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ حدیث مذکور میں نہ صرف تینوں احکام کو معاف فرما دیا بلکہ الٹا روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کے ٹوکرے سے نوازا اسی کو کہتے ہیں اختیار الکل المختار الکل۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا کہ کھانے کو کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میری بیوی نے بوری نکالی تو اس میں ایک صاع (چار کلو کے قریب) جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا پس میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور بیوی نے جو پیس لیے میں نے گوشت کی بوٹیاں بنا کر انہیں پانی میں ڈال دیا اور جب بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے کی غرض سے جانے لگا تو بیوی نے کہا کہیں مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رسوانہ کرنا میں

---

[50] (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب إذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه فليكفر، 684/2، الحديث1834، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ / 1993م)

نے حاضر خدمت ہو کر آہستہ سے عرض کیا کہ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کے آٹے کا انتظار بھی ہے لہٰذا آپ چند حضرات کو ساتھ لے کر (غریب خانہ پر) تشریف لے چلیں تو نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے خندق والو جابر نے تمہارے لیے دعوت کا انتظام کیا ہے۔ لہٰذا آؤ چلو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک ہانڈی نہ اتارنا اور روٹیاں نہ پکوانا۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور سب لوگوں کے آگے تھے جب میں گھر گیا تو بیوی نے گھبرا کر مجھ سے کہا کہ آپ نے میرے ساتھ وہی بات کر دی جس کا مجھے اندیشہ تھا میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا تھا میں نے وہ عرض کر دیا تھا۔

فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ[51]

پس آپ ﷺ نے آٹے میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا مانگی پھر ہانڈی میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا مانگی اس کے بعد فرمایا کہ روٹی بنانے والی ایک اور بلالو تاکہ میرے سامنے روٹیاں پکائے اور تو اپنی ہانڈی سے گوشت نکال کر دیتی جائے اور فرمایا کہ ہانڈی کو نیچے نہ اتارنا۔ کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضرت جابر کہتے ہیں خدا کی قسم سب نے کھانا کھالیا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو کر چلے گئے دیکھا گیا تو ہانڈی میں اتنا ہی گوشت موجود تھا جتنا پکنے کے لیے رکھا ہوا تھا اور ہمارا آٹا بھی اتنا ہی تھا جتنا پکانے سے پہلے تھا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸۹)

اور تاریخ الخمیس میں اضافہ ہے کہ حضرت جابر کے دو مردہ بیٹوں کو اور وہ بکری کا بچہ جسے لشکر نے کھایا اسے بھی زندہ فرمایا۔[52]

لیکن اس سے اختیار الکل مختار الکل کا مسئلہ اسے سمجھ آئے گا جس کا ذہن صحیح ہو جس کے ذہن پر بدعقیدگی کا اثر ہے اسے کیا سمجھ آئے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنی بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ[53]

اپنے دائیں ہاتھ سے کھا، اُس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا، آپ نے فرمایا تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے، اُس نے تکبر کی وجہ سے جھوٹا عذر کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں پھر وہ اس کے بعد اپنا دایاں ہاتھ منہ تک کبھی نہیں پہنچا سکا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ عنہ نے فرمایا:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

---

[51] (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق وهي الأحزاب، 1506/4، الحديث 3876، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[52] (تاريخ الخميس: في أحوال أنفس نفيس، ذكر معجزاته صلى الله عليه وسلم، 331/1، موسسة شعبان بيروت، لبنان)

[53] (صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، 1599/3، الحديث 3766 2021، دار إحياء الكتب العربية)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:۔کن کی کنجی حضور سرور عالم ﷺ کی زبان اقدس ہے اس موضوع پر فقیر کے دو رسالے پڑھیے۔ "کن کی کنجی"اور "کن کی زبان"۔

أخرج الطبراني وأبو نعيم في الحلية عن ابن عباس أن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال (إن الله أيدني بأربعة وزراء اثنين من أهل السماء جبريل وميكائيل واثنين من أهل الأرض أبي بكر وعمر) [54] (الصواعق المحرقه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری چار وزیروں سے تائید فرمائی ہے دو وزیر آسمان والوں سے جبرئیل اور میکائیل اور دو زمین والوں سے ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

وُزراء بادشاہوں کے ہوا کرتے ہیں۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام ارض و سماء کے سلطان اعظم ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

عرش	تا فرش	ہے	جس	کے	زیر نگیں
اس	کی	قاہر	حکومت	پہ	لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اکیس کھجوریں آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں آپ نے فرمایا:۔

ادْعُو فُلَانًا وَأَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَخَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُو فُلَانًا وَأَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوا وَشَبِعُوا وَخَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُو فُلَانًا وَأَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوا وَشَبِعُوا وَخَرَجُوا، وَفَضَلَ تَمْرٌ، فَقَالَ لِي: اقْعُدْ. فَقَعَدْتُ، فَأَكَلْتُ; وَفَضَلَ تَمْرٌ، فَأَخَذَهُ فَأَدْخَلَهُ فِي الْمِزْوَدِ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِذَا أَرَدْتَ شَيْئًا، فَأَدْخِلْ يَدَكَ فَخُذْ، وَلَا تَكْفَأْ فَيُكْفَأَ عَلَيْكَ.

قَالَ: فَمَا كُنْتُ أُرِيدُ تَمْرًا إِلَّا أَدْخَلْتُ يَدِي، فَأَخَذْتُ مِنْهُ خَمْسِينَ وَسْقًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ مُعَلَّقًا خَلْفَ رَحْلِي; فَوَقَعَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَذَهَبَ [55]

فلاں آدمی اور اس کے دوستوں کو بلالاؤ تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ پیٹ بھر کر چلے گے پھر آپ نے فرمایا فلاں آدمی اور اس کے دوستوں کو بلالاؤ، تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ پیٹ بھر کر چلے گئے پھر آپ نے فرمایا فلاں آدمی اور اس کے دوستوں کو بلاؤ تو انہوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ بھی پیٹ بھر کر چلے

[54] (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الثالث في ذكر فضائل أبي بكر الواردة فيه مع ضميمة غيره كعمر وعثمان وعلي وغيرهم إليه، 219/1، مؤسسة الرسالة –لبنان، الطبعة: الأولى۱۹۹۷م)

[55] (سير أعلام النبلاء، الصحابة رضوان الله عليهم، أبو هريرة، 630/2، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: 1422هـ / 2001م)

گئے اور کھجوریں باقی رہیں پھر آپ نے مجھ کو فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے بھی کھائیں اور میں نے بھی، کھجوریں پھر بھی باقی رہیں پس آپ نے انہیں تھیلے میں ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ اس تھیلے میں ڈل کر نکالتے رہنا مگر اسے اوندھا نہ کرنا تو میں اپنا ہاتھ ڈالتا اور جتنی چاہتا نکال لیتا اور میں نے اسی تھیلے میں پچاس وسق کھجوریں خدا کی راہ میں دیں وہ تھیلی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی پس گم ہو گئی۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کا تصرف کہ اکیس کھجوریں سینکڑوں لوگوں نے کھائیں پھر بھی ختم نہ ہوئیں کئی سال کام آتی رہیں حتیٰ کہ جو کھجوریں ان میں سے عام ضروریات کے علاوہ صرف راہِ خدا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خرچ کیں وہ پچاس وسق ہیں ایک اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً بارہ ہزار کلو گرام ہوئیں۔ کہاں اکیس کھجوریں جو کہ ایک کلو گرام بھی نہیں بنتی اور کہاں یہ وسعت۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بھوک میں زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن عام رستہ پر بیٹھا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس راستے سے گزرے میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے صرف اس لیے پوچھا تا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں اور کچھ کھلائیں مگر وہ چلے گئے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا اور ان سے پوچھنے کا بھی یہی مطلب تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں۔ مگر وہ بھی چلے گئے پھر ابو القاسم حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے مجھے دیکھا اور مسکرائے اور آپ جان گئے جو میرے دل میں تھا اور جو میرے چہرے پر تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ، فرمایا میرے ساتھ چلو پس آپ چلے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا جب آپ کاشانہ اقدس میں داخل ہو گئے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے مجھے اجازت دی اور میں بھی اندر داخل ہو گیا۔ میں نے وہاں دودھ کا ایک پیالہ دیکھا آپ نے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے جواب دیا گیا کہ فلاں شخص نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں۔ فرمایا جاؤ اصحابِ صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کے پاس گھر تھا اور نہ دنیاوی ساز و سامان۔ جب حضور ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپ اسے ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرما لیتے اور اصحابِ صُفہ کو بھی اس میں شریک کر لیا کرتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں سوچا کہا کہ اصحابِ صُفہ کے لیے صرف ایک دودھ کا پیالہ کیا کام دے گا اور میں چاہتا تھا کہ پورا دودھ مجھے ہی مل جائے تا کہ اسے پی کر جسم میں کچھ طاقت آ جائے اور چونکہ میں حضور ﷺ کا قاصد ہوں لہٰذا جب وہ لوگ آئیں گے تو حضور ﷺ نے مجھے ہی حکم کرنا ہے کہ میں ان کو پلاؤں تو اس صورت میں شاید ہی مجھے اس میں سے کچھ حصہ مل سکے۔

لیکن اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے سوا میرے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ تو میں اصحابِ صُفہ کو بلا لایا اور جب وہ لوگ آ گئے اور سب اپنی اپنی جگہ پر گھر میں بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں تو فرمایا:

خُذْ فأعْطِهِمْ. قالَ: فأخَذْتُ القَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، فَيَشْرَبُ حتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ القَدَحَ، حتَّى انْتَهَيْتُ إلى النَّبِيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم وقدْ رَوِيَ القَوْمُ كُلُّهُمْ، فأخَذَ القَدَحَ فَوَضَعَهُ علَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقالَ: أبَا هِرٍّ، قُلتُ: لَبَّيْكَ يا رَسولَ اللَّهِ، قالَ: بَقِيتُ أنَا وأَنْتَ، قُلتُ: صَدَقْتَ يا رَسولَ اللَّهِ، قالَ: اقْعُدْ فاشْرَبْ، فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقالَ: اشْرَبْ، فَشَرِبْتُ، فَما زَالَ يقولُ: اشْرَبْ حتَّى قُلتُ: لا، والَّذي بَعَثَكَ بالحَقِّ، ما أجِدُ له مَسْلَكًا، قالَ: فأرِنِي، فأعْطَيْتُهُ القَدَحَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وسَمَّى وشَرِبَ الفَضْلَةَ. [56]

پیالہ پکڑو اور ان لوگوں کو دو، میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا اس نے شکم سیر ہو کر پیا پھر اس سے پیالہ مجھے واپس کر دیا اسی طرح یکے بعد دیگرے پیتے اور پلاتے ہوئے وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچا اور سب اصحابِ صُفہ جی بھر کر پی چکے تھے تو حضور ﷺ نے پیالہ اپنے مقدس ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے سچ فرمایا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو پس میں نے پیا، فرمایا اور پیو، میں نے پھر پیا، آپ برابر یہی فرماتے رہے کہ پیو اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب تو دودھ گزرنے کی بھی راہ نہیں رہی اور وہ پیالہ میں نے آپ کو پیش کر دیا۔ تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔ (بخاری. خصائص کبریٰ جلد۲ صفحہ۴۸)

اسی حدیث شریف میں اختیار الکل کے متعلق تفصیل کی ضرورت نہیں۔

سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ [57]

ترجمہ:۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ بے شک ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا کھا۔ (اس پر) اس نے تکبراً کہا کہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو نے استطاعت نہ رکھی۔ یعنی اُسی طرح ہو جا پس وہ اسی طرح ہو گیا اور راوی نے کہا کہ وہ اُس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا اور ہمیشہ کے لیے اسی طرح رہا۔

وہ	زباں	جس	کو	سب	کن	کی	کنجی کہیں
اس	کی	نافذ	حکومت	پہ	لاکھوں	سلام	

[56] (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه وتخليهم من الدنيا، 2371/5، الحديث 6087، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(الخصائص الكبرى، باب معجزاته صلي الله عليه وسلم في تكثير الطعام غير ما تقدم، 81/2، دار الكتب العلمية بيروت)

[57] (صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، 1599/3، الحديث 3766 2021، دار إحياء الكتب العربية)

حدیث کعب بن مالک میں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک پہنچے تو حضرت کعب کے متعلق فرمایا کہ کعب نے کیا کیا:

فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّمة الخ[58]

تو ایک شخص نے جو بنی سلمہ سے تھا کہ اس کو اس کی چادروں اور لباسوں نے (یعنی خود بینی نے) روک دیا تو اس پر حضرت معاذ بن جبل نے کہا کہ تو نے برا کہا۔ وہ ایسے نہیں ہیں۔ یا نبی اللہ۔ اللہ کی قسم ہم سوائے بھلائی کے (اس میں) کچھ نہیں جانتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرح بیٹھے تھے کہ دور سے ایک شخص نظر آیا کہ اس سے سراب زائل ہوتا ہے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلا منے فرمایا کہ ابا خیثمہ ہو جا تو اچانک وہ ابو خیثمہ ہی نکلے۔ (مسلم شریف جلد۲ صفحہ۳۶۱، مسند احمد جلد۶ صفحہ۳۸۷)

وأخرج البيهقي، عن ابن عمر أن النبي صلي الله عليه وسلم خطب يوماً ورجل خلفه يحاكيه ويلمصه "، فقال النبي صلي الله عليه وسلم كذلك فكن فرفع إلى أهله فلبط به " شهرين، ثم افاق حين أفاق وهو كما حكى رسول الله صلي الله عليه وسلم[59]

ترجمہ:۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ دیا اور ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے (بیٹھا تھا) اور آپ کی عیب زنی کر رہا تھا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسی طرح ہو جا تو وہیں سے اسے بے ہوشی کی حالت میں گھر کی طرف اٹھایا گیا دو مہینہ بعد جب ہوش میں آتا تو اسی طرح اس کا منہ پھرا ہوا تھا جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عیب زنی کی تھی اور منہ ٹیڑھا کیا تھا اور مرتے دم تک اس کا منہ ٹیڑھا رہا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد۲ صفحہ۷۹)

وہ	زباں	جس	کو	سب	کن	کی	کنجی کہیں
اس	کی	نافذ	حکومت	پہ	لاکھوں	سلام	

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا اگر علی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو میں اس کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دے اور دوسرا نکاح کرلے۔ [60] حالانکہ قرآن مجید ہے کہ:

---

[58] (صحيح مسلم ,كتاب التوبة , باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه, 2121/4, الحديث 2769 4973 ,دار إحياء الكتب العربية)

(مسند الإمام أحمد , باقي مسند المكثرين , مسند أبي هريرة رضي الله عنه, 515/2, الحديث 10301 ,دار إحياء التراث العربي, سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[59] (الخصائص الكبرى, باب الآية في الحكم ابن أبي العاص أبي مروان, 81/2, دار الكتب العلمية بيروت)

[60] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ,كتاب المناقب والفضائل , باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم, 3966/9, الحديث 6139, دار الفكر , سنة النشر: 1422هـ/2002م)

ترجمہ:۔ اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں عورتوں سے دو، دو تین، تین اور چار، چار۔[61]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو چار بیوی تک رکھنا جائز ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کا اختیار نہیں رہا۔

اسی مرقات میں ہے کہ

قَالَ ابْنُ دَاوُدَ : حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى عَلِيٍّ أَنْ يَنْكِحَ عَلَى فَاطِمَةَ حَيَاتَهَا لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا فَلَمَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا آذَنُ" لَمْ يَكُنْ يَحِلُّ لِعَلِيٍّ أَنْ يَنْكِحَ عَلَى فَاطِمَةَ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔[62]

ترجمہ:۔ ابن داؤد نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی (زندگی میں) فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ پر دوسرا نکاح کرنا حرام فرمایا کہ رب کا حکم ہے کہ وما اٰتکم الرسول فخذوہ ونانھٰکم عنه فانتھوا۔ جو میرے رسول تمہیں دیں تو اس سے لے لو اور جس چیز سے میرے رسول تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔ پس جب کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا کہ میں فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح جائز نہیں رہا۔ مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ اجازت مرحمت فرمائیں۔

(مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

ثابت ہوا کہ احکامِ خداوندی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار و متصرف ہیں رب کی عطاء سے جس کے لیے جو چاہیں حلال کریں اور جو چاہیں حرام کریں۔

مزید احادیث مبارکہ فقیر کی تصنیف "اختیار الکل لمختار الکل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال العلماء والمشائخ

جتنا دین کو اسلاف صالحین علماء و مشائخ کاملین نے سمجھا ہے وہ ہمارے دور کے سب مل کر زور لگائیں تو اسلاف میں کسی ایک کا بھی ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔ فقیر چند نمونے اسلاف کے عقیدہ کے عرض کرتا ہے۔

۱۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وكان يحيي صلي الله عليه وسلم بقطع الأراضي قبل فتحها لأن الله تعالى ملكه إياها يفعل فيها ما يشاء ، وقد اقطع تميم الداري وذريته قرية ببيت المقدس قبل فتحه ، وهي في يد ذريته إلى اليوم وأراد بعض الولاة التشويش عليهم ، فأفتى الغزالي بكفره ، قال: لأن النبي صلي الله عليه وسلم كان يقطع أرض الجنة فأرض الدنيا أولى .[63]

[61] النساء: 3

[62] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، کتاب المناقب والفضائل ، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم ، 3966/9 ، الحديث 6139 ، دار الفكر ، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

[63] (الخصائص الكبرى ، باب اختصاصه صلي الله عليه وسلم بالحمى لنفسه وانه لا ينقض ما حماه ، 421/2 ، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی ارض دنیا اور ارض جنت کے مالک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الاٹ کر دیتے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام زمین کا مالک بنادیا ہے اس ارض دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بے شک حضور نے بیت المقدس میں ایک بستی فتح ہونے سے پہلے حضرت تمیم داری اوران کی اولاد کے نام جاگیر کر دی وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت وقبضہ میں چلی آتی ہے۔ بعض حاکموں نے اس بستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پہ تشویش کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفر کا فتویٰ دیا۔ فرمایا کہ حضور علیہ السلام جنت کی زمین جس کے نام چاہتے جاگیر کر دیتے تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ۔

حضرت امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی رضی اللہ عنہ مواہب میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

فهو خزانة السر (اے محل الاسرار ہ تعالیٰ وکمالاتہ)، وموضع نفوذ الأمر، فلا ينفذ أمر إلا منه، ولا ينقل خير إلا عنه:

ألا بأبي من كان ملكا وسيدا ... وآدم بين الماء والطين واقف

إذا رام أمرا لا يكون خلافه ... وليس لذاك الأمر فى الكون صارف[64]

یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خزانہ راز الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سرکار سے۔ خبردار ہو میرے باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی ان کے حکم سے پھیرنے والا نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کرتی ہیں: مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ[65]

یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش (کے پورا کرنے) میں جلدی کرتا ہوا۔ (بخاری شریف جلد۲ صفحہ۷۰۶،۷۶۶)

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:۔ فجعله حاکما کما فی خلقه[66]

اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم مقرر کیا۔ (زرقانی جلد۶ صفحہ ۵۳)

امام حافظ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وأنه خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء[67]

---

[64] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول [تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم]، 39/1، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

[65] (صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة الأحزاب، باب قوله ترجئ من تشاء منهن وتؤوي إليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك، 1798/4، الحديث4510، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[66] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الخامس: في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء، 111/8، دار الكتب العلمية، 2012

[67] (الجوهر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم، ص80، مکتبۃ مدبولی الصغیر، 2000)

ترجمہ:۔ بے شک نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان سے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وزیر ارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جس چاہیں روک دیں۔(الجواہر المنظلم صفحہ۴۲)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ:۔ (حضور ولی ہیں تھانوی نے الاضافات الیومیہ میں تسلیم فرمایا)

سرور انبیاء وامام اولیاء وفخر رسل واستاذ کل معدن علوم اولین وآخرین منبع فیض انبیاء ومرسلین واسطه ہر فضل وکمال ومظہر ہر حسن وجمال ہم شاہد وہم مشہود وہم وسیله وہم مقصود۔ (مدراج شریف جلد۱ صفحہ۳)

وازآں جمله آنست که داده شده آنحضرت را صلی الله علیه وسلم مفاتیح خزائن وسپرده شد بوے وظاہرش آنست که خزائن ملوک فارس وروم ہمه بدست صحابه افتاده وباطنش آنکه مراد خزائن اجناس عالم است که رزق ہمه درکف اقتدار وے سپرد وقوت تربیت ظاہر وباطن ہمه بوے دادچنانکه مفاتیح غیب دردست علم الہی است نمید اند آں را مگروی مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں دردست ایں سید کریم نہادند قوله صلی الله علیه وسلم انما انا قاسم والمعطی ہوالله۔ [68]

یعنی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کی دی گئیں اور آپ کے سپرد کی گئیں اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم جہان کی ہر جنس کے خزانے مراد ہیں اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقت ور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر وباطن کی ترتیب کی قوت حضور کو عطا کی جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دست قدرت میں ہیں (جس کے لیے چاہیے کھولے چاہے نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم اس سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں رکھ دی۔ حضور کا ارشاد ہے: میں ہی (ہر شئے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر شئے) عطا فرماتا ہے۔(مدارج النبوۃ جلد۱ صفحہ۱۲۰)

بود آنحضرت که تصرف میکرد درایشاں ومی گردانید غنی را فقیرومی ساخت شریف را بر ابروضیع...... داد خدائے تعالیٰ عزت وقدرت ومکنت ومدد ونصرت وقوت وشوکت که برہمه بالا ترآمد کار اووبرہمه بیشی گرفت اختیار او لا والله سوگند بخدائے که مسخرگردانید اورا ایں ہمه امورشک نمی کند دریں ہیچ عاقلے۔ [69]

ترجمہ: حضور علیہ السلام ان میں تصرف کرتے تھے غنی کو فقیر کر دیتے اور شریف کو وضیع (ادنیٰ) کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے (حضور ﷺ کو) تمنا، عزت اور قدرت اور طاقت اور مدد اور نصرت اور قوت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا۔ اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا۔(نحوہ فی المواہب وعنہ فی جواہر البحار جلد۲ صفحہ۹)

---

[68] (مدارج النبوت، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، 120/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)

[69] (مدارج النبوت، باب ششم در معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، 174/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، شروط المعجزة، الرابع من شروط المعجزة: أن تقع على وفق دعوى المتحدي بها، 240/2، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر)

(جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومن جواهر الإمام القسطلاني أيضاً، 9/2، دار الكتب العلمية، 2010)

۱۰۔ہم چنانکہ حیو انات ہمہ مطیع ومنقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز درحیطہء فرمانبرداری وطاعت دے بودند۔ [70]

جس طرح حیوانات (جاندار اشیاء) سب کے سب حضور (حاکم مطلق) کے حکم کے مطیع اور فرمانبر دار تھے نباتات (اگنے والی چیزیں) بھی آپ کی فرمانبر داری اور طاعت کے دائرے میں تھے (حیوانات پہ بھی آپ کی حکومت اور نباتات پہ بھی آپ کی حکومت) (مدارج النبوت جلدا صفحہ ۱۹۳) صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہٖ بقدر تصرفہٖ ونفاذ امرہٖ وسلم۔

۱۱۔ہم چنانکہ نباتات رامنقاد ومطیع امروے صلی اللہ علیہ وسلم ساختہ بودند جمادات نیز ہمیں حکم دارند۔ [71]

جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرمانبر دار اور مطیع بنایا ہوتا تھا جمادات (وہ چیزیں جن میں حس وحرکت اور نشوو نما کی قوت نہیں جیسا کہ پتھر وغیرہ) بھی یہی حکم رکھتے ہیں یعنی نباتات اور جمادات سب پہ حضور کی حکومت جاری وساری ہیں۔(مدارج شریف جلدا صفحہ ۱۹۴)

یہ ہے سلطنت مصطفی فی کل الوریٰ ﷺ۔

۱۲۔وکنیتہ ابو القاسم لانہ تقسم الجنة بین اہلہا۔ [72]

یعنی حضور کی کنیت ابوالقاسم تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضور مستحقین میں قاسم جنت ہیں۔بہشت تقسیم فرماتے ہیں۔(مدارج شریف صفحہ ۲۶۶)

۱۳۔تصرف وے ﷺ بتصرف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین وآسمان را شامل است بلکہ تمام شرابہا وطعامہای دنیا وآخرت دا رزق حسی وروحانی ونعمتہائے ظاہری وباطنی بواسطہ وطفیل آنحضرت را ست۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین وآسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی وروحانی رزق اور ظاہری وباطنی نعمتیں حضور کے طفیل اور واسطہ سے ہیں۔

۱۴۔حدیث أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ کی شرح میں امام المناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَشَقِّ الْقَمَرِ؛ وَرَجْمِ النُّجُومِ؛ وَاخْتِرَاقِ السَّمَاوَاتِ؛ وَحَبْسِ الْمَطَرِ؛ وَإِرْسَالِهِ؛ وَإِرْسَالِ الرِّيَاحِ؛ وَإِمْسَاكِهَا؛ وَتَظْلِيلِ الْغَمَامِ؛ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْخَوَارِقِ [73]

چاند چیرنا، رجم نجوم، آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا اور برسانا، ہوائیں چلانا اور ان کا روکنا، ابر کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں۔ (فیض القدیر جلدا صفحہ ۱۴۸)

---

[70] (مدارج النبوت، باب ششم معجزات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 193/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)
[71] (مدارج النبوت، باب ششم معجزات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 194/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)
[72] (مدارج النبوت، باب ہفتم معجزات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم، 266/1، در مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)
[73] (فیض القدیر، حرف الهمزة، 1/147، الحديث158، دار المعرفة)

۱۵۔امام ربانی عارف شعرانی خاتم الحفاظ امام سیوطی (التوفی ۹۱۱ھ) سے ناقل:۔

وكان يقطع الأراضي قبل فتحها لأن الله ملكه الأرض كلها وله أن يقطع أرض الجنة من باب أولى۔[74]

حضور زمینوں کو فتح ہونے سے پہلے (جس کے نام چاہتے) الاٹ (Allot) کر دیتے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا اور حضور کو بطریق اولیٰ اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین (جس کو چاہیں) جاگیر کر دیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵)

۱۶۔امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

"وفي هذا" الحديث "(قال انس فمایشیر ﷺ بیده الی ناحیة من السماء الا تفرجت رواه الشیخان) دليل عظيم على عظم معجزته عليه الصلاة والسلام، وهو أن سخرت السحاب له، كلما أشار إليها امتثلت أمره بالإشارة دون كلام[75]

ترجمہ:۔ اور اس حدیث میں (کہ حضور نے ابر کو اشارہ سے ہٹا دیا) حضور کے معجزات کی عظمت پہ دلیل عظیم ہے اور وہ یہ کہ ابر حضور کے مسخر کر دیا گیا آپ جب اس کی طرف اشارہ فرماتے وہ فوراً حکم بجالاتا (صرف اشارہ سے بغیر کلام کئے) (زرقانی جلد ۸ صفحہ ۵۸،۵۶)

نمونہ کے طور چند حوالے عرض کر دیئے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "اختیار الکل لمختار الکل" میں۔

مخالفین کے قلم سے:۔ فقیر کا تجربہ ہے کہ منکرین کمالات مصطفی ﷺ کو کتنا ہی قرآن وحدیث کے دلائل دو نہیں مانیں گے اپنی مرضی کی تاویلیں کریں گے لیکن ان کے اکابر کی عبارتوں کے سامنے سر جھکا دیں گے۔ چند حوالے اس کے اکابر کے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ابن تیمیہ نے لکھا: وقد أقامه الله مقام نفسه في أمره ونهيه وإخباره وبيانه[76]

یعنی امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان میں حضور اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں۔ (الصارم المسؤل صفحہ ۴۱)

۲۔ابن قیم نے لکھا: كَانَتْ أَقْضِيَتُهُ الْخَاصَّةُ تَشْرِيعًا عَامًّا[77] (زاد المعاد جلد ۶ صفحہ ۲۷۳)

۳۔غیر مقلدوں وہابیوں کے پیشوا قاضی شوکانی "زیر حدیث لو قلت نعم لو جبت" لکھتے ہیں:

---

[74] (كشف الغمة عن جميع الأمة للشعراني، كتاب النكاح، القسم السابع: فيما اختص به من المباحات، ص62، دار الكتب العلمية، 2016)

[75] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد التاسع: في لطيفة من لطائف عباداته صلى الله عليه وسلم تابع، النوع الثاني: في ذكر صلاته صلى الله عليه وسلم، 129/11، دار الكتب العلمية، 2012)

[76] (الصارم المسلول على شاتم الرسول، المسألة الأولى: أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله، ص41، الحرس الوطني السعودي، المملكة العربية السعودية)

[77] (زاد المعاد في هدي خير العباد، فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في الأقضية والأنكحة والبيوع، 5/5، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: السابعة والعشرون ۱۴۱۵ھ /۱۹۹۴م)

أُسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُفَوَّضٌ فِي شَرْعِ الْأَحْكَامِ[78]

یعنی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ احکام کی مشروعیت حضور کے سپرد ہے۔ (نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ مطبع مصطفی البابی الحلبی بمصر)

۴۔ أَنَّ تَشْرِيعَ الْأَحْكَامِ وَاقِعٌ عَلَى يَدِهِ[79] (نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۲۹۱)

۵۔ وہابیوں، غیر مقلدوں کے پیشوا صدیق حسن بھوپالی زیر حدیث "إلا الإذخر" لکھتے ہیں: ومذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوئے ﷺ ہرچہ خواہد وبر ہر کہ خواہد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باجتہاد گفت واول اصح واظہر ست۔[80]

یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں جو چاہیں اور جس پہ چاہیں حلال و حرام فرمائیں اور بعض کہتے ہیں یہ استثناء اجتہاد سے فرمایا۔ پہلا قول ومذہب زیادہ صحیح اور بہت ظاہر ہے۔ (مسک الختام صفحہ ۵۱۳، ۵۱۲)

۶۔ شارع علیہ السلام۔[81] (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۹۱)

۷۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری نے زیر حدیث "مجامع فی رمضان" میں لکھا کہ: وهو عندی محمول علی خصوصیته الخ فحملوه علی الخصوصية۔[82] (فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۲)

۸۔ نیز وہی زیر حدیث لو قلت نعم لوجب لکھتا ہے: وليعلم أن الفرض والحرام يثبت بالحديث أيضاً كما يدل حديث الباب[83]

معلوم ہونا چاہیے کہ فرض و حرام حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث الباب دلالت کرتی ہے۔ فقط والسلام۔ (العرف الشذی صفحہ ۳۱۱)

وصلی اللّٰہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز بدھ

---

[78] (نيل الأوطار للشوكاني، كتاب المناسك، باب وجوب الحج والعمرة وثوابهما، 332/4، الحديث1785، دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، 1413هـ 1993م)

[79] (نيل الأوطار للشوكاني، كتاب الأقضية والأحكام، باب ما يذكر في ترجمة الواحد، 323/8، الحديث3910، دار الحديث، مصر، الطبعة: الأولى، 1413هـ 1993م)

[80] (مسک الختام فی شرح بلوغ المرام از صدیق حسن خان بھوپالی، کتاب الحج، باب الاحرام وما یتعلق بہ، 572/1، مطبع نظامی، کانپور، 1288)

[81] (فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی [کامل]، کتاب العلم، درود تاج کا حکم، ص169، دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی ۱)

[82] (فيض الباري على صحيح البخاري لمحمد أنور الكشميري، كتاب الصوم، بابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ، فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ، 345/3، الحديث1936، دار الكتب العلمية، 2005)

[83] (العرف الشذي شرح سنن الترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء كم فرض الحج، 160/2، الحديث819، دار الكتب العلمية، 2007)